سوال

ایک شخص بینک میں نوکری کرتا ہے اوراس کی ایک دکان بھی ہے۔ بنک کی تنخواہ اوردکان سے حاصل ہونے والی آمدنی ایک اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے۔ اس مال مخلوط کا کیا حکم ہے؟ کیا اس میں زکوۃ اورحج واجب ہوتا ہے؟

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سود کبیرہ گناہ اوراللہ اوراس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اس لیے سود لکھنا، سود کا حساب کتاب رکھنا یا سودی بنک میں ملازمت کرنا حرام ہے، کیونکہ حرام کام میں تعاون کرنا بھی حرام ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:2).

اور نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (البقرۃ:278-279).

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑی جنگ کے اعلان سے آگاہ ہو جاؤ، اور اگر توبہ کر لو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: «هُمْ سَوَاءٌ»). (صحیح مسلم، المساقاۃ:1598).

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود لکھنے والے، اور سود کے گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

اس لیے بنک میں نوکری کرنے والے پر واجب ہے کہ اس ملازمت کو فوراً چھوڑ دے اور حلال ذریعہ معاش اپنائے۔ جو کچھ ہو چکا اس پر ندامت کا اظہار کرے، اور پختہ عزم کرے کہ آئندہ کوئی بھی حرام ذریعہ آمدن اختیار نہیں کرے گا۔

بنک سے ملنے والی تنخواہ حرام کام میں معاونت سے حاصل ہونے والی آمدنی ہے۔ اسے اپنے پاس رکھنا اور کھانا جائز نہیں ہے۔ اسے مسکینوں، فقیروں میں تقسیم کر دے۔ اگر کوئی مقروض شخص اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا اس کی معاونت بھی اس مال سے کی جا سکتی ہے۔ سڑکیں، ہسپتال وغیرہ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ یتیموں اور بیواؤں پر بھی ایسا مال خرچ کیا

جا سکتا ہے۔

لیکن یاد رہے! کہ جب وہ یہ مال فقیروں، مسکینوں وغیرہ میں تقسیم کرے گا، تو صدقے کی نیت نہیں کرے گا؛ کیوں کہ اللہ تعالی حرام مال قبول نہیں کرتا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا (صحیح مسلم، الزکاۃ: 1015).

اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالی پاک ہے، اور پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔

لہذا حرام مال خرچ کرتے وقت یہ نیت ہوگی کہ وہ گناہ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے اور اپنے مال کو سود سے پاک کرنا چاہتا ہے۔

حرام مال میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی، کیونکہ شرعی لحاظ سے حرام مال پر انسان کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔ حرام مال کو اپنے پاس رکھنا ہی درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔ حرام مال کو مسکینوں اور فقیروں وغیرہ میں تقسیم کرنا ضروری ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

اس شخص کے پاس بنک کی آمدنی اور دکان سے حاصل ہونے والی آمدنی یعنی حرام اور حلال مال خلط ملط ہو چکا ہے۔ اسے اپنے اکاؤنٹ میں موجود حرام مال کا اندازہ لگانا چاہیے کہ قریبا اتنی رقم اس کے اکاؤنٹ میں حرام ذریعہ معاش سے آئی ہے، وہ اسے خیر وبھلائی کے کاموں میں صرف کر دے، حتی کہ اسے غالب گمان ہو جائے کہ اب اس کے اکاؤنٹ میں صرف حلال مال باقی رہ گیا ہے۔

اگر وہ توبہ کرتے ہوئے حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرے گا، تو اللہ تعالی اسے دنیا وآخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (الطلاق: 2)

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا۔

حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم اگر نصاب کو پہنچتی ہو یعنی وہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو سال گزرنے کے بعد مجموعی رقم سے اڑھائی فیصد زکاۃ نکالی جائے گی۔

اگر انسان حرام مال سے حج کرتا ہے، تو اس سے حج کا فریضہ ساقط ہو جائے گا، لیکن حرام مال سے حج کرنے کی وجہ سے گناہ گار رہے۔ اس کا حج ناقص ہے، حج مبرور نہیں ہے۔ اس پر توبہ واستغفار کرنا اور حرام مال سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے۔

واللہ أعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی

فضیلۃ الشیخ عبد الخالق حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبد الحلیم بن محمد بلال